فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۵۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: عورت کے ذبیحہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: عورت کا ذبیحہ بالاتفاق جائز ہے، خواہ حائضہ ہی ہو۔ قربانی ہو، عقیقہ ہو یا عام گوشت۔

❀ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ﴾ (المائدة : ٣)

''جس جانور کو آپ نے ذبح کیا ہو، وہ حلال ہے۔''

آیت کے عموم سے ثابت ہوا کہ شرعی طریقہ کے مطابق ذبیحہ حلال ہے، خواہ ذبح کرنے والا مرد ہو یا عورت، مسلمان ہو یا کتابی، آزاد ہو یا غلام، حائضہ ہو یا نفاس والی۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں؛

قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ، قَالَتْ : فَقُلْتُ : إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ : إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ .

''رسولِ اکرم ﷺ نے مسجد سے مجھے حکم فرمایا: چٹائی پکڑائیں۔ عرض کیا: میں تو ماہواری میں ہوں۔ فرمایا: ماہواری آپ کے ہاتھ میں نہیں ہے۔''

(صحيح مسلم : 298)

ثابت ہوا کہ حیض ذبح میں رکاوٹ نہیں بنتا۔

❁ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ امْرَأَةً ذَبَحَتْ شَاةً بِحَجَرٍ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ، فَأَمَرَ بِأَكْلِهَا .

''ایک عورت نے پتھر سے بکری ذبح کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھانے کا حکم دیا۔''

(صحيح البخاري : 5504)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

''ثابت ہوا کہ عورت آزاد ہو یا لونڈی، چھوٹی ہو یا بڑی، مسلمان ہو یا کتابیہ، حائضہ ہو یا غیر حائضہ، اس کا ذبیحہ کھانا جائز ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کا ذبیحہ کھانے کا حکم دیا ہے اور آپ نے مرد و زن کے ذبیحہ میں فرق نہیں کیا۔''

(فتح الباري : 633/9)

❁ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے ہاتھ سے قربانی کا جانور ذبح کریں۔

(جزء لُوَيْن : 58، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنِّي لَأَذْبَحُ، وَإِنِّي لَجُنُبٌ .

''جنابت میں ذبح کر لیتا ہوں۔''

(مسند علي بن الجعد : 305، وسندهٗ صحيحٌ)

جنبی جانور ذبح کر سکتا ہے،تو حائضہ بھی کر سکتی ہے۔دونوں کے احکام ایک ہیں،الا یہ کہ کسی دلیل سے استثنا ثابت ہو جائے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

''مرد وزن کا ذبیحہ جائز ہے۔ذبح کرنے والی عورت خواہ حائضہ ہی ہو، کیونکہ اس کا حیض اس کے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ عورت کا ذبیحہ جائز ہے،ایک عورت نے بکری ذبح کی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھانے کا حکم دیا تھا۔''

(مَجموع الفتاوٰی: 234/35)

(سوال): کیا نماز جنازہ جلدی ادا کرنا چاہیے؟

(جواب): نماز جنازہ جلدی ادا کرنے کا حکم ہے، بلا وجہ تاخیر جائز نہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ يَّكُ خَيْرًا فَخَيْرًا تُقَدِّمُونَهُ وَإِنْ يَّكُ شَرًّا فَشَرًّا تُلْقُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ.

''جنازہ کو جلدی لے کر چلیں، کیوں کہ اگر تو وہ نیک ہے،تو آپ اسے بہتر مقام کی طرف پہنچا رہے ہو اور اگر وہ بد ہے،تو وہ شر ہے، جسے آپ اپنے کندھوں سے اتار رہے ہو۔''

(صحيح البخاري: 1315، صحيح مسلم: 944)

(سوال): شوہر کو میراث میں سے کتنا حصہ ملے گا؟

(جواب): شوہر کی وراثت میں دو حالتیں ہیں، اگر میت کی کوئی اولاد ہے،تو شوہر کو

ایک چوتھائی حصہ ملے گا اور اگر میت کی اولاد نہیں ہے، تو شوہر کو نصف حصہ ملے گا۔

سوال: بیوی کا میراث میں کیا حصہ ہے؟

جواب: بیوی کی بھی میراث میں دو حالتیں ہیں۔ اگر میت کی اولاد ہے، تو بیوی کو آٹھواں حصہ ملے گا اور اگر میت کی اولاد نہیں ہے، تو بیوی کو چوتھائی حصہ ملے گا۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کے جسم مبارک پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی؟

جواب: فضیلت وہ ہے، جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ جھوٹی روایات کی بنیاد پر نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی کے حوالے سے کچھ کہنا انتہائی نامناسب اور سراسر غلو ہے۔

ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی حنفی (۷۱۰ھ) نے ایک روایت گھڑ کر نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

❁ روایت یہ ہے:

إِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: أَنَا قَاطِعٌ بِّكَذِبِ الْمُنَافِقِينَ لِأَنَّ اللّٰهَ عَصَمَكَ مِنْ وُّقُوعِ الذُّبَابِ عَلٰى جِلْدِكَ لِأَنَّهٗ يَقَعُ النَّجَاسَاتِ فَيَتَلَطَّخُ بِهَا فَلَمَّا عَصَمَكَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ الْقَدْرِ مِنَ الذَّرِ فَكَيْفَ لَا يَعْصِمُكَ عَنْ صُحْبَةِ مَنْ تَكُونُ مُتَلَطَّخَةً بِّمِثْلِ هٰذِهِ الْفَاحِشَةِ وَقَالَ عُثْمَانُ: إِنَّ اللّٰهَ مَا أَوْقَعَ ظِلَّكَ عَلَى الْأَرْضِ لِئَلَّا يَضَعَ إِنْسَانٌ قَدَمَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ الظِّلِ فَلَمَّا لَمْ يُمَكِّنْ أَحداً مِّنْ وَّضْعِ الْقَدَمِ

عَلٰى ظِلِّكَ كَيْفَ يُمَكِّنُ أَحداً مِّنْ تَلْوِيثِ عِرْضِ زَوْجَتِكَ .

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض گزار ہوئے : مجھے منافقوں کے جھوٹا ہونے کا یقین ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جسم پر گندگی سے لتھڑی ہوئی مکھی بھی بیٹھنے نہیں دیتا، جب اللہ نے آپ کو اس قدر حقیر سی گندگی سے محفوظ رکھا ہے، تو وہ لازمی طور پر آپ کو فحاشی میں لتھڑے ان لوگوں کی صحبت سے بچالے گا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر لگنے نہیں دیا، کہیں کسی کا پاؤں آپ کے سایہ پر نہ آ جائے۔ جب اللہ نے کسی کو اپنا پاؤں آپ کے سائے پر رکھنے کی طاقت نہیں دی، تو وہ اپنی زوجہ کی عزت کو داغ دار کرنے کی صلاحیت کیسے رکھ سکتا ہے؟''

(تفسير النّسفي/ مدارك التّنزيل وحقائق التّأويل : 492/2)

❁ قاضی عیاض نے لکھا ہے:

إِنَّ الذُّبَابَ كَانَ لَا يَقَعُ عَلٰى جَسَدِهٖ وَلَا ثِيَابِهٖ .

''مکھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر بیٹھی تھی، نہ کپڑوں پر۔''

(الشفاء بتعريف حقوق المصطفىٰ :368/1)

❁ ان کے رد میں علامہ محمد بن محمد دلجی رحمہ اللہ (۹۴۷ھ) لکھتے ہیں:

لَا عِلْمَ لِي بِمَنْ رَّوَاهُ .

''اس کے راوی کے متعلق مجھے تو کوئی پتہ نہیں!''

(شرح الشّفاء للملا علي القاري :755/1)

سوال: قبر پر نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟

(جواب): قبر پر نماز جنازہ پڑھا جا سکتا ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک سیاہ فام عورت مسجد میں جھاڑو دیتی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے غیر حاضر پایا تو اس کے بارے میں پوچھا، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا، وہ فوت ہو گئی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُونِي قَالَ: فَكَأَنَّهُمْ صَغَّرُوا أَمْرَهَا أَوْ أَمْرَهُ فَقَالَ: دُلُّونِي عَلٰى قَبْرِهَا فَدَلُّوهُ، فَصَلّٰى عَلَيْهَا.

''آپ نے مجھے اطلاع کیوں نہیں دی؟ گویا انہوں نے اس کے معاملہ کو معمولی سمجھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے اس کی قبر کی رہنمائی کریں، صحابہ نے اس کی قبر پر رہنمائی کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔''

(صحيح البخاري : 1337، صحيح مسلم : 956، واللّفظ لهٗ)

(سوال): نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): گستاخ رسول مرتد ہے اور اس کی سزا قتل ہے، جس کا نفاذ عدالت کا مذہبی وقانونی فریضہ ہے۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ لَهُ الْقَتْلَ.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہے، اس کی سزا قتل ہے۔''

(الإجماع : 720، الإقناع : 584/2، الإشراف : 60/8)

❀ علامہ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ السَّبَّ مِنْهَا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْتِدَادٌ عَنِ الدِّينِ وَلاَ أَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اخْتَلَفَ فِي وُجُوبِ قَتْلِهِ.

''رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہنا دین سے ارتداد ہے۔ میں ایسے کسی مسلمان کو نہیں جانتا، جس نے گستاخ رسول کے قتل کے وجوب میں اختلاف کیا ہو۔''

(مَعالم السّنن : 296/3)

❀ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

''اللہ ہم سب کو توفیق بخشے، جان لیجئے کہ جو بھی نبی کریم ﷺ کو برا بھلا کہے، یا آپ ﷺ پر عیب لگائے یا آپ کی ذات یا نسب یا دین یا کسی خصلت میں نقص داخل کرے یا آپ ﷺ کو برا بھلا کہتے ہوئے یا حقارت کے لیے یا شان میں کمی کرتے ہوئے یا عیب جوئی کرتے ہوئے آپ ﷺ کو کسی چیز کے برابر کرے یا مشابہ کرے، تو وہ آپ ﷺ کو برا بھلا کہنے والا تصور ہوگا، اس کا حکم بھی وہی ہے، جو برا بھلا کہنے والے کا ہے، یعنی اسے قتل کر دیا جائے گا، جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔......اسی طرح (وہ بھی گستاخ رسول ہے اور اس کی سزا بھی قتل ہے،) جو آپ ﷺ پر لعنت کرے، یا آپ پر بد دعا کرے، یا آپ کے نقصان کی تمنی کرے یا مذمت کے طور پر آپ کی طرف کچھ ایسا منسوب کرے، جو آپ کی شایان شان نہ ہو، یا آپ کے متعلق نامعقول، گھٹیا، گندی اور جھوٹی بات کرے یا آپ ﷺ کو پیش آنے والے مصائب اور آزمائشوں میں سے کسی کی آپ کو عار دیا آپ ﷺ کے لائق جائز کسی بشری عارضہ کی وجہ سے آپ ﷺ کو حقیر سمجھے۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اب تک کے تمام

اہل علم اور اہل فتویٰ کا اجماع ہے۔‘‘

(الشّفا بتعریف حقوق المصطفٰی : 932/2)

۞ نیز فرماتے ہیں:

أَجْمَعَت الْأُمَّة عَلٰى قَتْلِ مُتَنَقِّصِهِ مِنَ الْمُسْلِمِين وَسَابِّهِ .

’’امت کا اجماع ہے کہ جو مسلمان نبی کریم ﷺ کی شان میں تنقیص کرے یا آپ کو برا بھلا کہے، اسے قتل کر دیا جائے۔‘‘

(الشّفا بتعریف حقوق المصطفٰی : 211/2)

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ السَّابَّ إِنْ كَانَ مُسْلِمًا فَإِنَّهٗ يَكْفُرُ وَيُقْتَلُ بِغَيْرِ خِلَافٍ وَهُوَ مَذْهَبُ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ وَغَيْرِهِمْ .

’’اگر نبی کریم ﷺ کو برا بھلا کہنے والا مسلمان ہو، تو وہ کافر ہو جائے گا اور اس کی سزا قتل ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں، ائمہ اربعہ وغیرہم کا یہی مذہب ہے۔‘‘

(الصّارم المَسلول علی شاتم الرّسول، ص 4)

۞ نیز فرماتے ہیں:

مَعْلُومٌ أَنَّ أَذَى الرَّسُولِ مِنْ أَعْظَمِ الْمُحَرَّمَاتِ فَإِنَّ مَنْ آذَاهُ فَقَدْ آذَى اللّٰهَ وَقَتْلُ سَابِّهِ وَاجِبٌ بِاتِّفَاقِ الْأُمَّةِ .

’’یہ طے شدہ بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچانا سب سے بڑا حرام کام ہے، کیونکہ جو نبی کریم ﷺ کو ایذا دیتا ہے، وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کو ایذا دیتا ہے۔ امت کا اجماع ہے کہ نبی ﷺ کو برا بھلا کہنے والے کو قتل کرنا واجب ہے۔‘‘

(مَجموع الفتاوی : 169/15)

(سوال): کیا ''الفقہ الاکبر'' امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تصنیف ہے؟

(جواب): امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ''الفقہ الاکبر'' نامی کتاب ثابت نہیں ہے۔

کسی کتاب کی نسبت صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ مصنف تک باسند صحیح ثابت ہو، اب ہم اس کتاب کی سند کا علمی اور تحقیقی جائزہ پیش کرتے ہیں۔

(ا) اس کی ایک سند یہ ہے:

مُحَمَّدُ بْنُ مَقَاتِلٍ الرَّازِيُّ، عَنْ عِصَامِ بْنِ يُوسُفَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ .

اس سند کے راویوں کے حالات بالترتیب ملاحظہ فرمائیں:

① محمد بن مقاتل رازی کو حافظ ذہبی رحمہ اللہ (المغني في الضعفاء : 635/2) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (تقريب التهذيب : 6319) نے ''ضعیف'' کہا ہے۔ اس کے بارے میں ادنیٰ کلمہ توثیق بھی ثابت نہیں۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ مِنَ الضُّعَفَاءِ الْمَتْرُوكِينَ .

''یہ متروک درجے کے ضعیف راویوں میں سے ہے۔''

(تاریخ الإسلام : 1247/5)

② عصام بن یوسف بلخی راوی کے بارے میں امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ رَوٰى عِصَامٌ هٰذَا عَنِ الثَّوْرِيِّ وَعَنْ غَيْرِهٖ أَحَادِيثَ لَا يُتَابَعُ عَلَيْهَا .

''اس عصام نے امام سفیان ثوری اور دیگر اساتذہ سے ایسی احادیث روایت

کی ہیں جن کی کسی نے متابعت نہیں کی۔''

(الکامل في ضعفاء الرّجال : 371/5، وفي نسخة : 2008/5)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ صَاحِبَ حَدِيثٍ، ثَبْتًا فِي الرِّوَايَةِ، رُبَّمَا أَخْطَأَ .

''یہ محدث تھا اور روایت میں قابل اعتماد تھا، کبھی کبھار غلطی کر لیتا تھا۔''

(الثّقات : 521/8)

❁ حافظ خلیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ صَدُوقٌ . ''یہ سچا راوی ہے۔''

(الإرشاد : 937/3)

تنبیہ : حافظ ابن حجر رحمہ اللہ، امام ابن سعد رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

كَانَ عِنْدَهُمْ ضَعِيفًا فِي الْحَدِيثِ .

''یہ محدثین کرام کے ہاں حدیث کے معاملے میں کمزور تھا۔''

(لسان الميزان : 168/4)

لیکن یہ حوالہ طبقات ابن سعد سے نہیں مل سکا۔

③ حماد بن ابی حنیفہ ''ضعیف'' راوی ہے۔ اس کے بارے میں توثیق کا ادنیٰ کلمہ بھی ثابت نہیں۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ لَهُ رِوَايَةً مُسْتَوِيَةً فَأَذْكُرَهَا .

''میں اس کی ایک بھی درست روایت نہیں جانتا جسے ذکر کر سکوں۔''

(الكامل : 2/253، وفي نسخة : 2/669)

❀ نیز فرماتے ہیں:

إِسْمَاعِيلُ بْنُ حَمَّادِ بْنِ أَبِي حَنِيفَةَ لَيْسَ لَهُ مِنَ الرِّوَايَاتِ شَيْءٌ، لَيْسَ هُوَ، وَلَا أَبُوهُ حَمَّادٌ، وَلَا جَدُّهُ أَبُو حَنِيفَةَ مِنْ أَهْلِ الرِّوَايَاتِ، وَثَلَاثَتُهُمْ قَدْ ذَكَرْتُهُمْ فِي كِتَابِي هٰذَا فِي جُمْلَةِ الضُّعَفَاءِ .

''اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفہ نے کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ اسماعیل بن حماد، اس کے والد حماد اور اس کے دادا ابوحنیفہ، تینوں ہی احادیث کے قابل (محدث) نہیں تھے۔ (یہی وجہ ہے کہ) میں نے ان تینوں کو اپنی کتاب میں ضعیف راویوں میں شمار کیا ہے۔''

(الكامل في ضُعفاء الرّجال : 1/314)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ ابْنُ عَدِيٍّ وَغَيْرُهُ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ .

''اسے امام ابن عدی رحمہ اللہ وغیرہ نے حافظے کی کمزوری کی بنا پر ضعیف قرار دیا ہے۔''

(میزان الاعتدال : 1/590)

یہ تو تھا کتاب کی سند کا حال۔ علمی دنیا میں دل کیسے مطمئن ہوسکتا ہے کہ یہ تصنیف امام ابوحنیفہ کی ہے؟ یہ غیر ثابت نسبت ہے، اسی لیے محدثین اور علمائے حق نے اس کتاب کی طرف التفات نہیں کیا۔

پھر اس رسالے میں گمراہ کن اشعری عقیدہ درج ہے۔ یہ اہل سنت والجماعت، اہل حق کے عقائد کے موافق نہیں ہے۔

۲ (ب) اس کی دوسری سند یہ ہے:

اَلْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْكَاشَغْرِيُّ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ نَصْرَانُ بْنُ نَصْرٍ الْخَتَلِيُّ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ أَحْمَدَ الْفَارِسِيِّ، عَنْ نَصْرِ بْنِ يَحْيٰى، عَنْ أَبِي مَطِيعٍ . (مُقَدِّمَةُ كِتَابِ الْعَالِمِ وَالتَّعَلُّمِ لِلْكَوْثَرِيِّ)

اس کے راویوں کا مختصر حال بھی ملاحظہ ہو:

ا۔ حسین بن علی کاشغری جھوٹا راوی ہے۔ یہ خود احادیث گھڑ لیتا تھا۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُتَّهَمٌ بِالْكِذْبِ .

''اس پر جھوٹ کا الزام ہے۔''

(میزان الاعتدال :1/544)

❀ حافظ سمعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَضَعُ الْحَدِيثَ .

''یہ خود حدیث گھڑ لیتا ہے۔''

(لسان المیزان لابن حجر : 2/305)

❀ ابن نجار رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَانَ شَيْخًا صَالِحًا مُتَدَيِّنًا، إِلَّا أَنَّهٗ كَتَبَ الْغَرَائِبَ، وَقَدْ ضَعَّفُوهُ وَاتَّهَمُوهُ بِالْوَضْعِ .

''یہ نیک اور دیندار شیخ تھا لیکن اس نے منکر روایات لکھیں۔ محدثین کرام نے

اسے ضعیف قرار دیا اور اس کو حدیثیں گھڑنے کے ساتھ متہم کیا۔‘‘

(لسان المیزان: 305/3)

۲۔ نصران بن نصر ختلی ’’مجہول‘‘ ہے۔

۳۔ علی بن احمد فارسی بھی ’’مجہول‘‘ ہے۔ کتبِ رجال میں اس کا ذکر نہیں ملا۔

۴۔ نصر بن یحییٰ بلخی بھی نامعلوم ہے۔ اس کا بھی رجال کی کتب میں ذکر نہیں۔

۵۔ ابو مطیع حکم بن عبداللہ بلخی سخت مجروح اور ’’ضعیف‘‘ ہے۔

① امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَاحِبُ رَأْيٍ ضَعِيْفٌ .

’’اہل رائے اور ضعیف راوی ہے۔‘‘

(الكامل في ضعفاء الرّجال لابن عدي: ٢١٤/٢)

② امام نسائی رحمہ اللہ اسے ’’ضعیف‘‘ قرار دیتے ہیں۔

(الكامل في ضعفاء الرّجال لابن عدي: ٢١٤/٢)

③ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَنْبَغِي أَنْ يُّرْوٰى عَنْهُ .

’’اس سے روایات لینا جائز نہیں۔‘‘

(كتاب العِلَل ومعرفة الرّجال: ٥٣٣١)

④ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِشَيْءٍ . ’’یہ فن حدیث میں کچھ بھی نہیں۔‘‘

(تاريخ ابن معين برواية الدّوري: ٤٧٦٠)

⑤ حافظ ابن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مُرْجِئًا وَهُوَ ضَعِيْفٌ عِنْدَهُمْ فِي الْحَدِيْثِ .

''یہ مرجی تھا اور محدثین کے ہاں حدیث میں ضعیف تھا۔''

(الطبقات الكبرىٰ : ١٩٨/٦)

⑥ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اسے الضعفاء والمتروکین میں ذکر کیا ہے۔

(كتاب الضّعفاء والمتروكين : ١٦٢)

⑦ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَبُوْ مُطِيْعٍ بَيِّنُ الضُّعْفِ فِي أَحَادِيثِهِ وَعَامَّةُ مَا يَرْوِيهِ لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ .

''ابومطیع کی احادیث میں واضح ضعف ہے۔اس کی اکثر روایات کی متابعت نہیں کی گئی۔''

(الكامل في ضعفاء الرّجال : ٢١٤/٢)

⑧ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مِنْ رُؤَسَاءِ الْمُرْجِئَةِ مِمَّنْ يُبْغِضُ السُّنَنَ وَمُنْتَحِلِيْهَا .

''یہ مرجیہ کے ان سرداروں میں تھا، جو احادیث اور اہل حدیث سے بغض رکھتے تھے۔''

(كتاب المَجروحين : ٢٥٠/١)

⑨ امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں نے اپنے والد محترم (امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ) سے ابومطیع بلخی کے

بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: یہ بلخ کا قاضی تھا، مرجی تھا، حدیث میں ضعیف تھا۔ وہ (امام ابوحاتم رحمہ اللہ) کتاب الزکاۃ میں اس کی حدیث پر پہنچے، تو پڑھنے سے رُک گئے اور فرمایا: میں اس سے حدیث بیان نہیں کروں گا۔''

(الجرح والتّعديل : ١٢٢/٣)

⑩ امام عمرو بن علی الفلاس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَبُوْ مُطِيْعٍ الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ضَعِيْفُ الْحَدِيْثِ .

''ابو مطیع حکم بن عبداللہ حدیث میں ضعیف ہے۔''

(تاريخ بغداد للخطيب : ٢٢٥/٨، وسندهٗ صحيحٌ)

⑪ حافظ خلیلی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَانَ مُرْجِئِيًّا، وَهُوَ صَالِحٌ فِي الْحَدِيثِ، إِلَّا أَنَّ أَهْلَ السُّنَّةِ أَمْسَكُوا عَنْ رِوَايَةِ حَدِيثِهٖ .

''یہ مرجی تھا اور صالح الحدیث تھا، لیکن اہل سنت اس کی حدیث کو روایت کرنے سے رُک گئے ہیں۔''

(الإرشاد في معرفة علماء الحديث : ٢٧٦/١)

⑫ حافظ سیوطی رحمہ اللہ امام حاکم رحمہ اللہ سے ایک روایت کے بارے میں نقل کرتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ فِيهِ مُظْلِمَاتٌ وَالْحَدِيْثُ بَاطِلٌ وَالَّذِي تَوَلّٰى كِبْرَهٗ، أَبُو مُطِيعٍ .

''اس کی سند اندھیروں والی ہے۔ یہ حدیث باطل ہے اور یہ ابو مطیع کی گھڑنت ہے۔''

(اللآلي المصنوعة : ۳۸/۱(

⑬ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ ابومطیع وغیرہ کی ایک سند کے متعلق کہتے ہیں:

هٰذَا الْإِسْنَادُ لَا يُسَاوِي شَيْئًا .

''یہ سند کسی کام کی نہیں۔''

(نصب الرّاية للزيلعي : ۳۸۵/۲)

⑭ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هُوَ مَتْرُوْكٌ . ''یہ متروک راوی ہے۔''

(مَجمع الزوائد : ۲۷۵/۸)

⑮ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

تَرَكُوهُ . ''محدثین نے اسے چھوڑ دیا تھا۔''

(المُغني في الضّعفاء : ۲۸۰/۱)

نیز فرماتے ہیں:

وَاهٍ فِي ضَبْطِ الْأَثَرِ .

''حدیث کے ضبط میں نہایت کمزور تھا۔''

(ميزان الاعتدال : ۵۷٤/۱)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ ابومطیع کو یوں ''وضاع'' (حدیثیں گھڑنے والا) قرار دیتے ہیں:

فَهٰذَا وَضَعَهٗ أَبُوْ مُطِيعٍ عَلٰى حَمَّادٍ .

''اس حدیث کو ابومطیع نے حماد سے منسوب کر کے گھڑا ہے۔''

(ميزان الاعتدال : ۵۷٤/۱)

تنبیہ بلیغ:

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

كَانَ ابْنُ الْمُبَارَكِ يُعَظِّمُهٗ وَيُجِلُّهٗ لِدِيْنِهٖ وَعِلْمِهٖ .

''ابن مبارک رحمہ اللہ اس کی تعظیم کرتے تھے اور اس کے دین اور علم کی وجہ سے اس کی توقیر کرتے تھے۔''

(میزان الاعتدال : ٥٧٤/١)

یہ حوالہ بے ثبوت و بے سند ہے۔

قارئین کرام! ابو مطیع بلخی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب تصنیف ''الفقہ الاکبر'' کا راوی ہے، جس کا حال آپ نے اچھی طرح معلوم کرلیا ہے۔ائمہ محدثین نے کس طرح اس پر جرح کی ہے، ثابت ہوا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب روایات وتصانیف کا کوئی اعتبار نہیں۔

❀ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

إِنَّهٗ لَمْ يَثْبُتْ نِسْبَتُهٗ إِلَيْهِ .

''فقہ اکبر کی نسبت امام ابوحنیفہ سے ثابت نہیں۔''

(بوادر النّوادر، ص 758)

❀ مولانا شبلی نعمانی صاحب لکھتے ہیں:

''میرا خیال ہے کہ ابو مطیع بلخی نے ایک رسالہ میں بطور خود عقائد کے مسائل قلمبند کیے تھے، رفتہ رفتہ وہ امام صاحب کی طرف منسوب ہوگیا۔''

(سیرۃ النعمان، ص130)

❁ علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب لکھتے ہیں:

''فقہ اکبر کی نسبت امام صاحب کی طرف متواتر یا سند صحیح سے ثابت نہیں، اس لیے اس کی یہ عبارت حجت نہیں۔''

(امداد الاحکام، جلد1، ص341)

❁ محمد حسین نیلوی صاحب بھی یہی بات کہتے ہیں۔

(ندائے حق، ص427، 594)

❁ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب لکھتے ہیں:

''الفقہ الاکبر، جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے......۔''

(قاموس الفقہ، جلد پنجم، ص167)

ثابت ہوا کہ فقہ اکبر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تصنیف نہیں ہے، بلکہ بعد میں ان کی طرف منسوب کر دی گئی ہے۔

سوال: کیا نبی سے بھول ہو سکتی ہے؟

جواب: نبی تبلیغ رسالت میں اللہ کی حفاظت کے ساتھ معصوم ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے کسی پیغام کو پہنچانے میں غلطی یا سہو نہیں ہو سکتا۔ البتہ بشری تقاضا کے مطابق نبی سے بھی اُمور دنیا یا دین کے وہ معاملات جن کی تبلیغ ہو چکی ہے، میں سہو ہو سکتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ اس سہو کو قائم نہیں رکھتا، بلکہ اس کی اصلاح کر دیتا ہے۔

❁ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا:

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ، أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ، فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي .

''میں آپ جیسا بشر ہوں، آپ ہی کی طرح بھول جاتا ہوں، تو جب میں بھول جاؤں، مجھے یاد کروا دیا کریں۔''

(صحيح البخاري :401، صحيح مسلم : 572)

سوال: انبیائے کرام علیہم السلام کے فضلات کا کیا حکم ہے؟

جواب: انبیائے کرام علیہم السلام کے فضلات کے پاک ہونے پر کوئی نص ثابت نہیں۔

سوال: کیا نبی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کر سکتا ہے؟

جواب: نبی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا۔اس پر اجماع ہے۔

سوال: کیا نبی جھوٹ بول سکتا ہے؟

جواب: نبی سچائی کا پیکر ہوتا ہے، وہ ہر حالت میں سچ فرماتا ہے۔

سوال: کیا انبیاء سے صغائر سرزد ہو سکتے ہیں؟

جواب: اس پر تو اجماع ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام سے کبائر کا وقوع نہیں ہوتا، البتہ صغیرہ گناہوں کے بارے میں اکثر اہل علم یہی کہتے ہیں کہ ان کا وقوع انبیائے کرام سے بھی ممکن ہے۔مگر ان میں انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ کر دی جاتی ہے اور وہ صغائر پر قائم نہیں رہتے۔

سوال: کیا انبیائے کرام علیہم السلام بشر ہیں؟

جواب: قرآن وسنت کی نصوص اور اسلاف امت کی آرا کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ سے قبل تمام انبیا جنس کے لحاظ سے بشر تھے اور یہی چیز کفار کے انکار نبوت کی ایک بڑی وجہ بنی، وہ سمجھتے تھے کہ ایک بشر بھلا کیسے اور کیوں رسالت کے عظیم منصب پر فائز ہو سکتا ہے؟

① قومِ نوح نے نوح علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرتے ہوئے کہا:

﴿مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا﴾(هود : ٢٧)

''ہم تجھے بس اپنے ہی جیسا بشر سمجھتے ہیں۔''

۞ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

''انہوں نے اپنے نبی نوح علیہ السلام کی نبوت کا انکار کیا (اور کہا): اے نوح! ہم تجھے اپنے جیسا بشر ہی دیکھتے ہیں۔ مراد یہ تھی کہ نوح علیہ السلام تخلیق، شکل وصورت اور جنس میں انہی کی طرح کے ایک آدمی ہیں۔ کفار اس بات کو تسلیم نہیں کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف جنس بشر میں سے رسول بھیجے۔''

(تفسير الطّبري: ٣٦/١٢)

② فرعون اور اس کے حواریوں نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے بارے میں کہا:

﴿أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا﴾ (المؤمنون: ٤٧)

''کیا ہم اپنے جیسے دو بشروں پر ایمان لائیں؟''

③ پچھلے تمام انبیا کی امتوں نے ان سے کہا:

﴿إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا﴾ (إبراهيم: ١٠)

''یقیناً تم ہمارے ہی جیسے بشر ہو۔''

④ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس نظریہ کی تردید فرمائی،

﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ (إبراهيم: ١١)

''ان کے رسولوں نے ان سے کہا کہ ہم تمہارے ہی جیسے بشر ہیں۔''

بعینہ یہی صورت حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش آئی کفار مکہ کہتے تھے کہ ہمارے ہی جیسا ایک بشر نبی کیسے؟